آل عمران : 28

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ

(مومن، ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو [ہرگز اپنا] دوست نہ بنائیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا تو اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں! اگر تم ان [کافروں کے شر] سے بچنا چاہو۔ اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ ہی طرف لوٹنا ہے۔)

ربط :-

پچھلی آیتوں میں کہا گیا بادشاہت، عزت و ذلت اور رزق سب کچھ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اکثر لوگ کافروں سے دلی دوستی انہی دنیاوی فائدوں کو حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (مومن، ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں)

اِس کی کئی تفسیریں کی گئیں :

I> ایک تفسیر :-

انسانی تعلقات (Relationship) :-

یہ تعلق فرد کا فرد سے (Individual level پر) بھی ہو سکتا اور ایک قوم کا دوسری قوم سے، ایک حکومت کا دوسری حکومت سے بھی ہو سکتا ہے۔ ہر سطح پر اس تعلق کی بات ہو سکتی ہے۔ کافروں سے تعلقات کے معاملے میں کچھ لوگ افراط و تفریط کا شکار ہوتے ہیں یعنی یا تو کافروں سے کوئی لین دین یا کوئی بھی تعلق نہیں رکھتے اور کچھ لوگ کافروں سے اتنا گہرا تعلق رکھتے ہیں کہ اُن کا اٹھنا بیٹھنا صرف اُنہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے کافروں سے تعلقات کے حدود معلوم ہونا چاہیئے تاکہ ایک سوسائٹی کے اندر رہتے ہوئے تعلقات خراب بھی نہ ہو اور دین کی تبلیغ اور دعوت کا کام بھی نہ رُکے۔ اور اُن کے عقائد اور طریقے ہم پر اثر انداز بھی نہ ہو۔

انسانی تعلقات کے کئی درجے ہوتے ہیں :

1> مُوَاسَات (ہمدردی کا تعلق / دوسروں کے لئے بھلائی یا خیر خواہی چاہنا)
2> مُدَارَات (ظاہری خوش اخلاقی / دوستانہ برتاؤ / مہمان نوازی)
3> معاملات (تجارت کا معاملہ [Business Relationship] / خرید و فروخت کا معاملہ / رہن / قرض)
4> مُوَالَات [و ل ی] (دلی دوستی / گہری دوستی / دلی محبت / گہرا تعلق)

انسان کے ہر شخص کے ساتھ الگ الگ قسم کے تعلقات ہوتے ہیں :

مُوَاسَات ہر ایک کے ساتھ ہونی چاہیئے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان ہو۔ یعنی ہر ایک کے ساتھ ہمدردی ہو، سبھی کا خیال رکھا جائے، سبھی کے ساتھ بھلائی کی جائے اور سبھی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، تکلیف و مصیبت میں مدد کی جائے۔
کسی پر زیادتی نہیں کی جا سکتی۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں دیا جا سکتا۔ کسی کا کوئی حق نہیں مارا جا سکتا۔ کوئی کافر ہے اس لیے اُسے بھی جا کر نہیں مار سکتے (جنگ کی بات ایک الگ مسئلہ ہے۔ اُس میں تو کافر خود لڑنے آتے ہیں)۔
بخاری: نبیؐ نے فرمایا: "جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے۔" [ذمی :- جس کافر نے مسلمان سے امان لیا ہوا ہو، چاہے وہ جزیہ کے عوض ہو یا اسلامی حکمران کے ساتھ صلح کی وجہ سے ہو یا کسی مسلمان نے اُسے پناہ دی ہوئی ہو۔]
رسولؐ تو کافر دشمنوں کے بھی خیر خواہ تھے۔ مکہ میں جب قحط پڑا تو رسولؐ نے خود انھیں غلہ بھیجوایا حالانکہ مکہ کے کافر صرف کافر ہی نہیں تھے بلکہ دشمن بھی تھے جنھوں نے رسولؐ کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور وطن سے بھی نکال دیا تھا۔
اِس میں ہمارے لئے سبق ہے کہ ساری اللہ کی مخلوق ہیں اسلیے سب سے ہمدردی کرنی چاہیئے۔ کوئی اگر بھوکا ہے تو اُسے کھانا کھلاؤ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔
اِسی طرح جنگِ بدر میں ستر (70) کافر قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ اُس وقت مسلمانوں کے پاس خود اپنے لئے کھانا کافی نہ تھا۔ پھر بھی مسلمان خود بھوکے رہ کر کافر قیدیوں کو کھانا کھلا رہے تھے یا جن کے پاس تھوڑا بہت تھا وہ عمدہ غذا کافر قیدیوں کو دیتے تھے اور خود سستی غذا کھاتے تھے۔ یہ سلوک مسلمان اُن کافر قیدیوں سے کر رہے تھے جو مکہ سے مدینہ مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے، مسلمانوں کو ختم کرنے آئے تھے پھر بھی مسلمان حسن سلوک سے پیش آئے۔ اسلام حسن سلوک سے پھیلا ہے، تلوار سے نہیں پھیلا۔
اِسی طرح عمرؓ کے زمانے میں جب سماجی تحفظ (Social Security) کا انتظام قائم ہوا تو صرف مسلمان بچوں اور عورتوں کو وظیفے نہیں ملتے تھے بلکہ غیر مسلموں کو بھی ویسے ہی وظیفے حکومت کی طرف سے ملتے تھے۔ انتہا درجہ کا عدل تھا۔
اِس لیے **مواسات** سبھی کے ساتھ کرنا ہے۔

مُدَارَات ہر ایک کے ساتھ ہونا چاہیے خواہ وہ جان پہچان والا ہو یا نہ ہو، ایک اجنبی جس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور ہو سکتا ہے ہمدردی (مواسات) کا بھی تعلق نہ ہو لیکن انسان ہونے کے ناطے اسلام ہمیں اُن سے اچھے اخلاق سے پیش آنے سکھاتا ہے۔ یہ تعلق بھی سب کے ساتھ جائز ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان، جان پہچان والا ہو یا اجنبی ہو۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی گھر آئے تو اس کی بھی مہمان نوازی کی جائے۔ اِس میں صرف کھلانا پلانا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس میں اچھی طرح اُس کے ساتھ معاملہ کرنا بھی آتا ہے۔

معاملات مثلاً کوئی شخص دکاندار کے پاس کوئی چیز خریدنے آتا ہے۔ خرید و فروخت کا معاملہ کرکے چلا جاتا ہے۔ یا کوئی کسی جگہ کا راستہ پوچھتا ہے یہ بھی معاملے میں آتا ہے۔ یہ بھی سبھی کے ساتھ جائز ہے۔
رسولؐ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رکھ کر اُس سے اپنے گھر والوں کے لئے "جو" (Barley) لئے تھے۔ رسولؐ اور غیر مسلموں کے درمیان مالی معاملات، لین دین، قرض وغیرہ کے معاملات ہوتے تھے۔

مُوَالَات میں دِلی گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی اعلیٰ قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ یہ ہر ایک کے ساتھ جائز نہیں۔ یہ تعلق صرف مومن کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ یہ تعلق غیر مسلموں سے جائز نہیں۔ اِسی تعلق کی بات اِس آیت میں بتائی جا رہی ہے کہ مومن کافروں کو **اولیاء** نہ بنائے۔

کافروں سے **موالات** نہ رکھنے کے بارے میں **سورۃ الممتحنۃ: 1** کے شانِ نزول میں ایک واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے رسولؐ سے کیا گیا عہد توڑ دیا تو رسولؐ نے مکہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ اُسی دوران حاطبؓ بن ابو بلتعہ نے ایک خط لکھا اور اُسے ایک عورت کے ہاتھ مشرکین مکہ تک پہنچانے کہا۔ اُس خط میں رسولؐ کے عزم و ارادے کے بارے میں لکھا ہوا تھا۔ کیونکہ اُن کی اولاد اور مال مکہ میں تھے۔ تو یہ سوچ کر کہ اِس طرح اہل مکہ پر احسان کرنے گے تو اُن کی اولاد اور مال محفوظ رہے گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو اِس کے بارے میں اطلاع دے دی تو آپؐ نے اُس عورت کا پیچھا کروایا اور اُس سے وہ خط حاصل کر لیا اور آیت نازل فرمائی۔

الممتحنۃ : 1 ← اے ایمان والوں! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو **اولیاء** (جگری دوست) مت بناؤ۔ تم اُن کی طرف دوستی (محبت) کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ انھوں نے اس حق کے ساتھ کفر کیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے۔ وہ رسولؐ کو اور تمہیں بھی (صرف) اس لئے نکالتے (جلاوطن کرتے) ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لئے اور میری رضا تلاش کرنے کے لئے نکلے ہو (تو اُن کفار کو دوست مت بناؤ)۔ تم اُن کی طرف پوشیدہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو ایسا کرے گا تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

اِس سے پتہ چلتا ہے :-

⇐ کافروں کو دلی دوست نہیں بنانا ہے۔
⇐ کافروں کو ہمراز نہیں بنانا ہے۔
⇐ دین کے دشمنوں سے محبت نہیں کرنا ہے۔

یہ تعلیمات تو ہر مذہب والا اپنے بچوں کو دوسرے مذہب والوں کے بارے میں دیتا ہے۔

II> دوسری تفسیر :-

اولیاء (و ل ی) :- (ولی کی جمع) دوست، مددگار، سرپرست، حمایتی، ساتھی، کارساز۔

وہ شخص جس کی طرف مشکل وقت میں رجوع کیا جائے، جس سے مدد مانگی جائے وہ **ولی** ہوتا ہے۔
جب کوئی کسی سے مدد لیتا ہے تو اُسے مدد دینی بھی پڑتی ہے۔ کبھی کبھار غلط یا شرکیہ کام میں بھی مدد کرنی پڑ سکتی ہے۔ اِس لئے بھی کافروں کو **اولیاء** بنانے سے منع کیا جا رہا ہے۔ اگر مومن موجود ہیں تو مدد اُن سے لو، کافروں سے نہ لو ورنہ تمہارے دین کا نقصان ہوگا۔

ایک جگہ اِسے **بِطَانَةً** (ب ط ن) سے بھی تشبیہ دی گئی ہے یعنی ہمراز نہ بناؤ (آل عمران : 118)۔ دل کی باتیں اُن سے نہ کرو کیونکہ مومن کے دل کا تعلق صرف ایک مومن کے ساتھ ہی جائز ہے۔ دل کی گہری محبت صرف مومن سے ہی ہو سکتی ہے کافروں سے نہیں ہو سکتی۔ کافروں کے ساتھ **مواسات، مدارات** اور **معاملات** جائز ہے۔

ہر مذہب کے لوگ اپنے بچوں کو یہ بات سکھاتے ہیں کہ تم دوسرے مذہب کے لوگوں سے دوستی کر سکتے ہو لیکن اپنے دین پر سمجھوتہ نہ کرنا۔ یہی پیغام ہمیں بھی دیا گیا ہے تو اِسے لوگ بُرا کیوں مانتے ہیں!
سب سے قیمتی چیز ہمارے لئے ہمارا ایمان ہے جس کے بغیر جنت نہیں مل سکتی۔
اِس لئے اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔

ہمارا دین کس لئے آیا ہے؟

⇐ **ایمان** کی حفاظت کے لئے : اِسی لئے شرک و کفر حرام کیا گیا۔
⇐ **جان** کی حفاظت کے لئے : اِسی لئے ناحق قتل حرام کیا گیا۔
⇐ **عزت** کی حفاظت کے لئے : اِسی لئے زنا اور غیبت و چغلی حرام کی گئی۔
⇐ **عقل** کی حفاظت کے لئے : اِسی لئے شراب حرام کی گئی۔
⇐ **مال** کی حفاظت کے لئے : اِسی لئے چوری، ڈاکہ حرام کیا گیا۔

یہ شریعت کے مقاصد ہیں۔ ہمارا دین ہمیں اِن چیزوں کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اِن تمام چیزوں کی حفاظت ضروری ہے۔ اِسے مقاصدِ شریعہ کہتے ہیں۔ بحرحال اللہ تعالیٰ کو کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے فائدوں کے لئے ہی یہ احکامات دیتا ہے۔

ایسا تعلق جس سے دین کا نقصان ہو یا ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو اُس سے منع کیا گیا ہے۔ اِسی لئے تو مشرک سے شادی کرنے سے منع کیا گیا۔ بحرحال۔ ایسی دوستی جس سے ایمان جانے کا خطرہ ہو اُس سے منع کیا گیا۔ کیونکہ دوستی میں انسان کو اپنے دوست کی بات ماننی پڑتی ہے خواہ وہ بات صحیح ہو یا غلط ورنہ دوستی ٹوٹ جاتی ہے۔
ایسی دوستی جس میں اپنے دین پر سمجھوتہ (Compromise) کرنا پڑے، دین پر عمل نہ کر سکے، ایمان میں کمزوری آنے لگے، ایمان بیچنے کی بات ہو، دین کا نقصان ہونے لگے، اُن کے کفر پر راضی ہونا پڑے، شرکیہ و کفریہ کاموں میں مدد کرنی پڑے وہ منع ہیں۔

ابوداؤد (حسن) :- نبیؐ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

مومن کا کسی مومن سے دلی تعلق اللہ کے خاطر ہوتا ہے۔ اور یہ ایمان کا حصہ ہے۔

ابوداؤد :- رسولؐ نے فرمایا: جس نے اللہ ہی کے رضا کے لیے محبت کی، اللہ ہی کے رضا کے لیے دشمنی کی، اللہ ہی کے رضا کے لیے دیا، اللہ ہی کے رضا کے لیے منع کر دیا تو اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

کافر تو اللہ کو مانتا ہی نہیں یا اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہیں مانتا اس لئے کسی مومن کی محبت کافر سے اللہ کے لئے ہو ہی نہیں سکتی خواہ وہ کافر کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (اور جو کوئی ایسا کرے گا تو اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں)

یہ نہیں کہا گیا **فَلَيْسَ لَهٗ** (تو اُس [شخص] کے لیے کچھ نہیں)۔ یہ ایسے ہے کہ ایسا کرنے والا شخص ذکر کرنے کے بھی قابل نہیں۔

اگر کسی نے ایسی دوستی کی جس میں دین کا نقصان ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں نہیں رہے گا۔ اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ وہ اللہ کی سرپرستی سے محروم ہوگا۔

اِس کی یہ بھی تفسیر کی گئی کہ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دلی دوست بنائے گا تو وہ دین کے کسی مقام پر نہیں رہے گا۔ اُس کا دین باقی نہیں رہے گا کیونکہ اگر اُن سے کسی کام میں مدد لی تو جواباً اُن کی بھی کبھی نہ کبھی کسی گناہ یا زیادتی کے کاموں میں مدد کرنی پڑے گی۔

المائدۃ : 2 ← وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایکدوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی کے کاموں میں ایکدوسرے کی مدد نہ کرو) اگر کوئی گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً (مگر یہ کہ تم اُن [کافروں کے شر] سے بچنا چاہو)

تُقٰىةً (و ق ی): (مفعول مطلق) بچنا۔ پرہیز کرنا۔ حفاظت کرنا۔
تمہیں دین کے معاملے میں اگر کوئی ڈر ہو تو بظاہر کافروں سے تعلق رکھ سکتے ہو۔ دلی دوستی تو نہیں ہو سکتی لیکن اچھے تعلقات ہو گے۔

اِس مسئلے پر چند باتیں :

⇐ اگر جان، مال، اور آبرو وغیرہ کے نقصان کا خطرہ ہو تو کافروں سے تعلق رکھا جا سکتا ہے۔
⇐ حقیقی خطرہ ہو، محض وہم نہ ہو۔ کبھی کبھار وہم کی وجہ سے انسان کے اندر خوف پیدا ہوتا ہے اسلئے دوستی کرتے ہیں۔ وہمی خطرات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔
⇐ اگر کافروں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو تو حفاظت اور بچاؤ کا راستہ نکالنے کے لئے اُن سے تعلق بنایا جا سکتا ہے۔
⇐ یہ دیکھا جائے گا کہ یہ کسی فرد (Individual) کو خطرہ ہے یا پوری قوم کو۔ اگر ایک فرد اپنے آپ کو بچانے کے لئے اُن سے دوستی کرتا ہے لیکن دوسرے مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہو تو پھر یہ دوستی جائز نہیں۔ ایک شخص کے خاطر پوری قوم کو نقصان پہنچانا درست نہیں۔

اِن ساری باتوں کا جائزہ لے کر پھر فیصلہ کرنا چاہیئے کہ ہمیں کس سے دوستی رکھنی ہے۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے)

يُحَذِّرُ (ح ذ ر) ← آنے والے خطرے سے ہوشیار رہنا۔ محتاط رہنا۔ بچنا۔ ڈرنا۔

اگر تم نے کوئی غلط فیصلہ کیا اور سارے پہلوؤں کو مدنظر نہیں رکھا تو اللہ کے یہاں تمہاری پوچھ ہوگی۔ اللہ تمہیں اپنے غضب، اپنی ناراضگی سے ڈراتا ہے۔
یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ تم کافروں کو دلی دوست بناؤ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تمہیں خبردار کر رہا ہے۔ اور یہ بھی کہ بندوں کی دوستی میں اللہ کو نہ بھولنا ورنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہوگی۔ اور تم میں انسانوں کا خوف اِتنا نہ ہو کہ اللہ کو بھول ہی جائے۔

بعض اوقات لوگ دنیاوی فائدوں کے خاطر دین یا دیندار لوگوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی رکھتے ہیں یہ سوچ کر کہ اگر ہم کافروں کو خوش کریں گے تو ہماری دنیا کا زیادہ فائدہ ہوگا اور اُن کافروں کی مدد ملتی رہے گی۔ اس لئے اُن کی طرح بننے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔)

یاد رکھو! ایک دن اللہ کے پاس ہی واپس لوٹنا ہے۔ بندوں کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ جن لوگوں کے خاطر دین کو بیچ دیا تھا وہ کل قیامت کے دن کچھ بھی کام نہیں آئے۔

اگر تم زبان سے کچھ کہتے ہو اور دل میں تمہارے کچھ اور بات ہے یعنی دل میں تو کافروں سے محبت ہے اور زبان سے کچھ اور بات کہہ رہے ہو تو یاد رکھو! اللہ کو سب کچھ پتہ ہے اور آخر میں ہمیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔

خلاصہ :

⇐ دنیا کے فائدوں کے لئے دین کو قربان مت کرو۔ ویسے بھی دنیا ایک دن ختم ہونے والی ہے اور دین باقی رہنے والا ہے۔ اور قیامت کے دن ہر چیز کا حساب دینا ہوگا۔

⇐ ہم مسلمانوں کے پاس اللہ کی کتاب ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اِسکا پیغام غیر مسلموں تک پہنچائے۔ اور اگر ہم غیر مسلمانوں کی پیروی کرنے لگے تو انھیں اللہ کا پیغام کیسے پہنچے گا! اُن کی آخرت کیسے سنورے گی۔ اگر کوئی دنیاوی فائدوں کے لئے غیر مسلموں کی پیروی کرتا ہے یا اُن کی طرح ہی بننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ صرف خود ہی نہیں بلکہ غیر مسلموں کے آخرت کا بھی نقصان کر رہا ہے۔ اس لئے اپنے ایمان کی بھی حفاظت کرے اور اُن کو بھی ایمان کی طرف لائے تاکہ وہ بھی ایمان لاکر ہمارے ساتھ جنت حاصل کر سکے۔

⇐ کافروں کو دلی دوست اور ہمراز نہیں بنانا ہے۔ ایک حد تک اُن سے دوستی رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ حد سے آگے جانے سے آخرت کا نقصان ہوگا اور دنیا کا بھی نقصان ہو سکتا ہے۔

⇐ کافروں سے خطرات ہو تو اُس وقت اُن کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتے ہے۔

Compiled by : Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)